علمائے دین متین اور داعیانِ راہِ مستقیم کی خدمت میں

مولانا عزیز الرحمٰن
استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

ملک بھر کے دینی مدارس میں شوال کے دوسرے ہفتے سے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہو گیا ہے اور دو ماہ کی تعطیل کے بعد ان مدارس کے در و دیوار، علوم نبوت کے طلب گاروں سے آباد ہو گئے ہیں، اس دوران زیادہ تر طلبہ نے اپنے گھروں میں والدین اور دیگر اقارب کے ساتھ وقت گزارا، جبکہ کچھ طلبہ نے دعوت و تبلیغ کے قافلوں میں شامل ہو کر، مختلف شہروں، قصبوں اور گاؤں دیہات کا رخ کیا، جہاں انہوں نے عوام کو اسلام کے بنیادی ارکان اور دین حنیف کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی...... دعوت دین کی راہ میں آرام و راحت کا تصور یا اس کی توقع نہیں ہوتی، بلکہ سرد و گرم حالات، راستے کی صعوبتیں اور بھوک و پیاس کی مشقت کا مجاہدہ راہ حق کے داعی کو جفاکش اور متحمل مزاج بنا دیتا ہے، جو بہترین انسانی اور اسلامی اوصاف و کمالات ہیں...... داعیان حق کے یہ کاروان دعوتِ دین کے ساتھ ساتھ، اصلاح اعمال اور تزکیۂ نفس کے نورانی اثرات سے بھی آراستہ ہونے کے مواقع فراہم کرتے ہیں کہ طے شدہ ترتیب کے مطابق تعلیم، تذکیر، نمازوں کے بعد بیانات، بیرون مسجد خصوصی ملاقاتیں، سادگی اور قناعت کے شب و روز، نوافل و اذکار کے معمولات اور شب خیزی کا یہ مرتب نظام قلب و نظر میں دور رس تبدیلیاں لے کر آتا ہے...... تعطیلات کے اس زمانے میں بعض طلبہ عربی قواعد میں اپنی استعداد بڑھانے...... جبکہ بعض دیگر مختصر تفسیری ترتیبات پر مشتمل درسِ قرآن کے حلقہ جات میں شریک ہوتے ہیں تاکہ قرآن کریم اور اس کے مضامین و احکام سے اجمالی آگاہی حاصل ہو سکے۔

یہ دینی مدارس جن کی بنیادیں دین، امت اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبات و احساسات سے اٹھائی گئی ہیں، تعلیم و تربیت کے علاوہ، ملک و قوم کی رفاہی خدمات میں بھی پیش پیش رہتے ہیں، چنانچہ حالیہ ملک گیر سیلاب میں ان مدارس کے ذمہ داران، اساتذہ اور طلبہ ہر ممکن طریقے سے متاثرین کی امداد اور راحت رسانی میں سرگرم رہے ہیں، اور بے گھر

ہونے والوں کے طعام وقیام، دوا علاج اور نقل وحمل کے انتظامات میں جانفشانی اور تندہی سے خدمات بجالاتے رہے ہیں، اب بھی نوشہرہ، چارسدہ اور سندھ وپنجاب کے متاثرہ علاقوں میں نقد اور اشیائے ضرورت کے علاوہ، آب رسانی کے لئے جگہ جگہ بورنگ کرانے، نیز مستقل آباد کاری کے متعدد منصوبوں پر کام جاری ہے، یہ خدائی خدمت گزار جسمانی صعوبتیں جھیل جھیل کر اور ایک ایک پیسہ کو پوری دیانت داری کے ساتھ، ہر طرح کی ذاتی اغراض، جماعتی وابستگی اور اقربا پروری کے مکروہ محرکات سے بالاتر ہوکر کام میں لارہے ہیں۔ پانچ سال پہلے آزاد کشمیر اور بالاکوٹ کے تباہ کن زلزلے میں بھی ان مدارس کے اساتذہ وطلبہ نے بھرپور کردار ادا کیا تھا۔

مدارس میں تعلیم کا آغاز ہونے کے بعد تقریباً پندرہ شوال سے بیس رجب تک تقریباً دس ماہ کا عرصہ درس نظامی کے محنت طلب مضامین کی شبانہ روز جدوجہد میں اس انہماک کے ساتھ گزرتا ہے کہ طالب علم کو ۲۴ گھنٹوں میں سولہ گھنٹے درسی مضامین کے لئے وقف کرنے پڑتے ہیں کہ مضامین کی نوعیت وقت کو اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ استعمال کرنے پر مجبور کرتی ہے ورنہ علمی استفادہ فوت ہوجاتا ہے۔

نصابی مضامین کی طرف طلبہ کو پوری مسئولیت اور ذمہ داری کے ساتھ مشغول رکھنے کے لئے، ان مدارس میں تعلیمی سال کے دوران سہ ماہی بنیادوں پر امتحانات بھی منعقد کئے جاتے ہیں، جن میں کامیابی کی دُھن طلبہ کو پوری یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ درسی کتب اور نصابی مضامین کی طرف متوجہ رکھتی ہے۔

پاکستان اور برصغیر کے دیگر ممالک میں قائم دینی مدارس مسلمانوں کے لئے بڑی نعمت ہیں، ان میں جہاں علوم نبوت اور آسمانی احکام وتعلیمات کے تحفظ، فروغ اور ان پر عمل کرنے کرانے کی تربیت دی جاتی ہے وہاں یہ ملک میں خواندگی میں اضافے کا بھی مؤثر اور باکفایت ذریعہ ہیں کہ ان مدارس میں مصروف کار معلمین، منتظمین اور کارکنان بالعموم آرام و آسائش کے بغیر سادگی اور قناعت کی زندگی گزارتے ہیں، ان مدارس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہاں مختلف علاقوں، برادریوں، ہر رنگ ونسل، جداگانہ ثقافت وزبان، یہاں تک کہ مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے الگ الگ طبیعتوں کے طلبہ ایک ہی چھت کے نیچے شب وروز گزارتے ہیں اور روزمرہ کے معمولات بھی...... ایک دوسرے کے ساتھ شیر وشکر ہوکر...... بجالاتے ہیں، ہر طرح کے تعصب سے دور، باہمی اخوت اور یگانگت کی یہ پاکیزہ اسلامی فضا کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔

یہ مدارس تعلیم کے علاوہ قیام وطعام کی سہولتیں بھی فراہم کرتے ہیں اور بیک وقت تعلیم کے ساتھ ساتھ ابنائے وطن کی کفالت بھی کرتے ہیں اور اس طرح ملک ومعاشرے کا بڑا بوجھ خود اٹھاتے ہیں، جبکہ حکومت کی طرف سے ان کے لئے زبانی حد تک بھی کوئی حوصلہ افزائی، قدر شناسی اور پذیرائی نہیں ہوتی، تعلیمی یا مالی تعاون کا تو کیا تصور......! شہر شہر اور بستی بستی، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے، چپے چپے میں یہ مدارس قائم ہیں، جن میں سے بہت سوں کا تعلیمی دورانیہ کم از کم سولہ

سال ضرور ہے، ابتدا میں مڈل تک تو لازماً جبکہ بعض مدارس میں سیکنڈری کے مرحلے تک کی عصری تعلیم سے ہر طالب علم کا آراستہ ہونا، درسِ نظامی کے لئے اساسی شرط ہے جبکہ مزید آٹھ سال کی مدت عربی و فارسی زبان وادب، قدیم وجدید فلسفہ، فقہ اسلامی اور قرآن وحدیث کی معیاری تعلیم کے لئے مختص ہے، اس نصاب کی تکمیل کے بعد فاضل درس نظامی اسلامی نظریہ حیات کے تمام فکری، عملی، سماجی، قانونی، شخصی اور اجتماعی یہاں تک کہ نفسیاتی احکام وتعلیمات سے معتد بہ آگاہی حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ تعلیمات اسلام کی ایسی ہمہ جہتی اور جامع تعلیم دینی مدارس کے سوا، شاید ہی دنیا کے کسی خطے میں دستیاب ہو۔

برصغیر میں درس نظامی کی یہ منظم ابتدا اس وقت ہوئی جب برطانوی استعمار نے یہاں پنجہ جمایا اور سیاسی وعسکری بالا دستی حاصل کرنے کے بعد یہاں دین، علوم نبوت اور اسلامی اقدار وروایات کے خلاف بھی جنگ شروع کردی، چنانچہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے عیسائی مشینریوں کا جال پھیلایا گیا اور پوری قوت کے ساتھ عیسائیت کی تبلیغ شروع کی گئی، جس کے لیے طمع وخوف کا ہر حربہ استعمال کیا گیا، اندرونی طور پر بھی قادیانیت جیسے فتنوں کی تخم ریزی کر کے مسلمانوں میں خلفشار پیدا کیا گیا اور ان کی اجتماعی طاقت کا رخ اپنی طرف سے پھیر کر دوسری طرف لگا دیا تاکہ انگریز کے اقتدار کو کوئی خطرہ نہ رہے، اس طرح مسلمانوں کو زچ کر کے نفسیاتی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار بنایا گیا...... انگریز کی یہ ذہنیت آج بھی امت مسلمہ کے خلاف سرگرم عمل ہے۔

سلمان رشدی جیسے ملعون اور آوارہ شخص کو اور تسلیمہ نسرین جیسی بے ہودہ عورت کو مسلمانوں کی دل آزاری اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی شانِ رفیع میں گستاخی پر مغرب کی حکومتوں نے مکمل اعزازی پروٹوکول دیا ہے، یورپ کے مختلف ملکوں میں آئے دن شانِ رسالت میں گستاخانہ، ہتک آمیز اور دل آزار خاکوں کا کلچر بھی اُبل اُبل کر سامنے آتا رہتا ہے جو مسلمانوں اور اسلام سے شدید بغض کی علامت ہے۔

عالمی سطح پر قادیانیت اور دیگر اسلام دشمن تحریکوں کی پشت پناہی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جب کہ فلسطین، عراق، افغانستان، کشمیر اور دنیا کے دیگر خطوں میں بڑے پیمانے پر لاکھوں مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کی تباہ کاری میں بھی اسلام اور مسلمانوں سے عناد رکھنے والے بہت سے غیر مسلم ممالک پیش پیش ہیں۔

استعماری دور کے ان ناساعد حالات میں تشکیل پانے والے یہ ادارے اب اللہ کے فضل وکرم سے آسمانی تعلیمات اور مسلم معاشرے کی خدمت کے لیے اپنی بھاری تعداد کے ساتھ، بلند تر دینی مقاصد کے لیے پہلے سے زیادہ توانا ہیں۔ باشندگان ملک کا بڑا طبقہ جو تعلیم کے سرکاری اور نجی اداروں کے نظام تعلیم وتربیت سے مایوس ہے اب بکثرت ان دینی درس گاہوں اور عربی مدارس کی طرف مائل ہو رہا ہے، اس میلان میں ان خدا فراموش اور خلاف اسلام حالات واقدامات کا بھی مؤثر دخل ہے جو دینی آگاہی اور اسلامی غیرت وحمیت سے محروم حکمرانوں کی وجہ سے معاشرے میں در آتے ہیں،

ان عناصر کو غیر ملکی دباؤ نے ہی اسلامی اقدار و تعلیمات کے خلاف بڑی شدت سے استعمال کیا ہے، ظاہر ہے کہ ان حالات کا مقابلہ کرنے لیے یہ دینی ادارے دفاعی مورچے ہیں جن کی طرف ایسے خاندانوں کی زبردست رغبت ہے جو اسلامی عقائد اور اسلامی طرز زندگی سے روگردانی کرنے یا اس کے خلاف کسی اور فکر و عمل پر سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں...... ملکی اور نا مساعد حالت کے باوجود یہ مدارس دینِ حنیف کی منظم پہرہ داری کا مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان میں اضافہ روز افزوں ہے۔ والحمد للہ علی ذلك

لیکن اس موقع پر کچھ توجہ طلب امور، حضرات علماء اور داعیانِ راہ حق کے ملاحظہ کے لیے پیش خدمت ہیں:

☆...... مدارس کی تعداد میں سالانہ اضافہ، نیز درس نظامی کی تکمیل کر کے سال بسال ہزاروں طلبہ و طالبات کی عملی زندگی میں آمد بلاشبہ حوصلہ افزا بات ہے اور بعض گھرانوں میں اس کے بڑے مثبت اثرات نظر آتے ہیں، لیکن جو حقیقت خصوصی طور پر قابل توجہ ہے وہ یہ کہ ان مدارس کے علمی اور تربیتی معیار کی طرف کما حقہ توجہ نہیں ہے، چنانچہ "شہادۃ العالمیہ" سے سرفراز فضلاء و فاضلات کی بڑی تعداد کے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مطلوبہ استعداد کی حامل ہے اور دینی تربیت کا معیار تو بہت کمزور ہے...... یوں تو جوہرِ قابل عام طور پر کم یاب ہی ہوتا ہے......۔

"بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"

لیکن ذکر اس استعداد اور تربیت کا ہے جو طویل دورانیہ، ہمہ جہتی نصاب اور منظم درسی عمل کے بنیادی مقاصد میں سے ہے، اس کی مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے کہ مدارس سے وابستہ حضرات علماء و مدرسین اس صورت حال سے گزرتے رہتے ہیں، بہتر ہدف کے حصول کی طرف پیش قدمی کرنے اور موجودہ نقائص کا تدارک و سدباب کرنے کے لیے تسلسل کے ساتھ اپنے حالات کا عمیق و مخلصانہ جائزہ لینے، محاسبہ کرنے اور اصلاحِ حال کی اشد ضرورت ہے۔

☆...... پچھلے تقریباً تیس سال سے ملک کا تمدن بہت تبدیل ہو گیا ہے اور بود و باش، لباس و پوشاک، زبان و بیان اور تحریر و کتابت کے اسالیب میں دور رس تبدیلیاں واقع ہو گئی ہیں، اس لیے حالات کے لحاظ سے تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ میں بھی مثبت اثرات کے لیے ماحول و معاشرے کی روش اور مخاطبین کی نفسیات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جہاں تک دین حنیف کی اساسی تعلیمات اور زندگی کے ہر موڑ پر سنت و سیرت کے التزام کا معاملہ ہے وہ قیامت تک کے لیے اٹل، نا قابل تغیر اور واحد راہِ نجات ہے، لیکن جس طرح ان تعلیمات کی تفہیم، تعلیم اور تربیت کے لیے مختلف زبانوں کو ذریعہ بنانا ناگزیر ہے، اسی طرح اذہان و عقول اور ماحول کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے، اسی کا نام بلاغت ہے اور قرآن کریم میں اسی کے پیش نظر تعلیم و دعوت کے لیے حکمت اختیار کرنے کی ترغیب ہے: ﴿أُدع إلى سبيل ربك بالحكمة﴾ اگر بغور جائزہ لے کر دیکھا جائے تو دینی مدارس کے نصاب و نظام میں اس طرف کما حقہ توجہ کا فقدان ہے، چنانچہ ایک فاضل درس نظامی میں، طویل دورانیہ گزارنے کے بعد بھی یہ مطلوبہ استعداد نہیں ہوتی ...... الا یہ کہ اس کو کسی

مخصوص ماحول سے شخصی طور پر استفادے کا موقع ملے..... عام حالات میں اس کا طرزِ تخاطب یا تعلیم وتدریس کا اسلوب ،بلاغت وحکمت کے اہتمام سے خالی اور غیر مؤثر ہوتا ہے۔

اس صورت حال کی اصلاح کے لیے مناسب عصری مضامین سے آگاہی بھی ضروری ہے اور فکری تربیت کے لیے عصر حاضر کے علمائے ربانیین کی غیر نصابی کتب کا مطالعہ بھی ناگزیر ہے، موجودہ وقت میں طالب علم صرف نصابی تالاب میں غوطہ زن ہے، اس لیے یہاں سے نکلنے کے بعد معاشرے کی عملی زندگی میں اس کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔

☆..... مدارس دینیہ کے قیام کا محرک علوم اسلامیہ کا تحفظ واشاعت اور دشمنانِ دین کے مقابلے میں اسلامی احکام و معتقدات کا مؤثر دفاع ہے، ہمارے قریب کے اسلاف نے جب دیکھا کہ سیاسی مغلوبیت کے بعد مسلمان شدید خطرات کے بھنور میں آگئے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت اسلامی علوم کے فروغ کے لیے تعلیم دین کا یہ میدان منتخب کیا اور جگہ جگہ درس وتدریس کے حلقے وجود میں آگئے، اس وقت دشمنان اسلام کی طرف سے فکری حملوں کی نوعیت دوسری تھی، یہ مدارس ان کے مقابلے میں فولادی دیوار اور ناقابل تسخیر مورچے بن کر کھڑے ہو گئے تھے، چنانچہ دشمن سیاسی اور عسکری بالادستی کے باوجود باشندگان وطن کو بحیثیت مجموعی مرتد بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا ......لیکن آج کا دشمن نئے انداز کے فکری، عسکری، تہذیبی، ابلاغی اور معاشی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اسلام کے خلاف حملہ آور ہے، ان حالات میں اگر غور سے دیکھا جائے تو بجائے اس کے کہ اس موجودہ یلغار کے خلاف مؤثر صف بندی کی جاتی اور تازہ دم دشمنِ دین کا مؤثر مقابلہ کیا جاتا، قدیم روایتی مورچہ بھی اپنے دفاعی ہتھیاروں میں کمزور نظر آتا ہے اور علم و آگاہی کا رسوخ، اعمال واخلاق کی پختگی اور حکمت ودور اندیشی کے وہ اوصاف وکمالات جو فتنوں کی سرکوبی کے لیے ناقابل تسخیر اور اور مؤثر ترین ہتھیار ہیں، زنگ آلود ہوتے جارہے ہیں..... یہ حالت ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے!

☆..... یہ بات بھی حد درجہ قابل توجہ ہے کہ ان کمزوریوں کے ہوتے ہوئے ان مدارس سے وابستگان کی مجموعی تعداد ملک کی پوری آبادی کے پیش نظر ایک فیصد بھی نہیں ہے، ملک کی بقیہ آبادی اپنی معاشی اور سماجی سرگرمیوں میں منہمک ہے اور دین سے اس کا رشتہ کمزور تر ہوتا جارہا ہے، ان کو نہ دین کے حقیقی معتقدات سے آگاہی حاصل ہے اور نہ عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق باطنہ، فرائض وواجبات، حرام وحلال اور جائز وناجائز میں تمیز کرنے کی صلاحیت، وہ مغربی تصور کے مطابق مذہبی ہیں، جو محض ایک نسلی اور تاریخی تعلق کا نام ہے، لیکن عقیدے وعمل کے میدان میں وہ بڑی حد تک تہی دامن ہیں اور چونکہ دین سے ان کی وابستگی رسمی انداز کی ہے اس لیے ان کے شب وروز کے معمولات میں دین و شریعت اور سیرت وسنت کا کوئی عکس نظر نہیں آتا۔

اس ابتری کا تدارک بھی داعیانِ دین اور وابستگان دینی مدارس کے ذمہ ہے کہ درس نظامی کے رائج الوقت نصاب و نظام سے جداگانہ، معتقدات وتعلیماتِ اسلام پر مشتمل یک سالہ..... ششماہی اور سہ ماہی بنیادوں پر مختلف دورانیوں کے

نصاب مرتب کیے جائیں اور مسجد مسجد تعلیم کا جاذب توجہ سلسلہ شروع کیا جائے، اہل وطن مسلمانوں کی موجودہ حالت تیزی سے ابتری کی طرف جارہی ہے، اسلام صرف ظاہری رسومات کا نام قرار دے دیا گیا ہے، جس کا اظہار عقیدے اور عمل کے بجائے سال کے مختلف اور مخصوص دنوں میں اور راتوں میں بدعات، خرافات، جلسوں اور جلوسوں کی شکل میں ہورہا ہے اور انہی رسمی مظاہر کو دین اور حبِّ رسول ﷺ سمجھا جانے لگا ہے، فرائض وواجبات کا اہتمام، محرمات ومکروہات سے اجتناب اور اتباعِ سنت کا شب وروز کے معمولاتِ زندگی میں خیال تک نہیں آتا۔

یہ صورت حال حددرجہ تشویش ناک ہے، اگر اصلاح کے لیے فوری طور پر مؤثر قدم نہ اٹھایا گیا تو صورت حال بدتر اور بے قابو ہوجائے گی...... وارثین انبیاء کو اس سلسلے میں فوری طور پر مؤثر، منظم، مربوط اور انقلابی جذبے سے کوششوں کا آغاز کرنے کی ضرورت ہے۔

ملک میں بحمد اللہ مکاتبِ قرآنیہ کا وسیع نظام قائم ہے، یہاں حفظ وناظرہ کے علاوہ بالعموم طہارت ونماز کے مسائل بھی داخل نصاب ہیں، لیکن زندگی کے دیگر شعبہ جات، مثلاً: معاشرت، معاملات واخلاق سے متعلق دینی احکام وآداب سے آگاہی کا اہتمام نہیں ہوتا، مکتب سے فارغ ہونے والے ان حفاظ کو آداب سے واخلاق سے آراستہ کرنا ضروری ہے کہ ان کو بھی مستقبل میں مردم ساز بننا ہے۔

چوں کہ ملک کی زیادہ آبادی کا رُخ اسکولوں کی طرف ہے اور وہاں ماحول اور نصاب کی وجہ سے دین سے وابستہ رہنے کا کوئی انتظام نہیں ہے بلکہ وہ اسکول جو معیاری سمجھے جاتے ہیں ان میں اسلامی احکام واقدار سے بغاوت کی ذہنیت پیدا کی جاتی ہے، اس لیے اہل مدارس کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے اور ایسے معیاری اسکول قائم کرنے چاہییں جن میں عصری مضامین کی تعلیم بھی عمدہ ہو اور دینی تربیت پر بھی بھرپور توجہ ہو کہ یہی مستقبل میں معاشرے کے مختلف شعبہ جات میں سرگرم عمل ہوں گے اور یہاں کی عمدہ تعلیم وتربیت ان کو ملک اور معاشرے کے لیے نافع اور قابل فخر بنادے گی...... یہ اور اس طرح کے دیگر مؤثر اقدامات اگر عمل میں نہیں لائے گئے تو عملی ارتداد، تعلیماتِ دین سے دوری اور بدعات و خرافات کا سیلاب بہت کچھ بہالے جائے گا...... اعاذنا اللّٰہ من ذلك

وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا کراچی کو مجلس عاملہ میں شامل کرلیا، اس حوالے سے صدر وفاق المدارس حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی طرف سے جامعہ بنوریہ کے مہتمم مفتی نعیم کو باقاعدہ خط موصول ہوگیا۔ جس میں جامعہ بنوریہ کو وفاق کی مجلس عاملہ میں شامل کرنے اور باقاعدہ وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کا رکن بنانے کے حوالے سے آگاہ کیا گیا ہے۔ (پ-ر)